

آہ! حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمہ اللہ.....!!!

حزبہ احسانی

مناظر اسلام، محقق اہل سنت، وکیل احناف، ترجمان مسلک دیوبند، جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ (ضلع رحیم یار خان) کے بانی و مہتمم، اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے مرکزی سرپرست اعلیٰ، تیس سے زائد علمی و تحقیقی کتب کے مصنف، ہمارے ہر دل عزیز مقتدا، وراہ نما و پیشوا، قاطع شرک و بدعت، جامع المعتول و المعتول حضرت مولانا ابو احمد نور محمد تونسوی قادری رحمۃ اللہ علیہ مورخہ ۱۵ جنوری ۲۰۱۵ء بمطابق ۲۳ ربیع الاول ۱۴۳۶ھ بروز جمعرات دن ایک بجے ۶۸ سال کی عمر میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ إناللہ وانا الیہ راجعون

حسن اتفاق سے بندہ ناچیز وفات کے وقت حضرت کے پاس ہی موجود تھا۔ دو تین دن سے حضرت رحمہ اللہ کی طبیعت شوگر کی بے حد کمی کی وجہ سے ناساز تھی، پانچ چھ گھنٹے مسلسل بے ہوشی بھی طاری رہی۔ علاج جاری تھا، ڈاکٹر صاحبان تسلی بھی دے چکے تھے۔ جمعرات کو صبح بیٹوں نے بہاول پور ہسپتال میں رابطہ کر کے باری نمبر حاصل کر لیا۔ لیکن حضرت جانے کے لیے تیار نہ ہوئے، فرمایا: شام تک دیکھ لو! اگر طبیعت سنبھل گئی تو ٹھیک، ورنہ ہسپتال چلے جائیں گے۔ شوگر بہت کم تھی، کھانا پینا بھی تقریباً موقوف تھا۔ دن کو چائے کے ساتھ رس تناول فرمائے۔ ایک بجے کے لگ بھگ اچانک بیٹے سے فرمایا: شوگر چیک کرو! شوگر چیک کی تو حیرت ناک بلکہ خطرناک ترین حد تک بڑھ چکی تھی۔ ۵۸۰ سے بھی زائد۔ فوراً ڈاکٹر کو بلوایا گیا۔ حضرت نے فرمایا مجھے لٹا دو! لیٹتے ہی بے ہوشی طاری ہو گئی۔ ڈاکٹر صاحب کے تشریف لانے تک حضرت بے ہوش ہو چکے تھے اور شاید سانس بھی رک چکا تھا۔

اسی اثناء میں بندہ ناچیز کو بھی اندر بلوایا گیا۔ سانس بند ہو جانے کا علم ہوا۔ سر کی جانب صاحبزادہ مولانا احمد اللہ اور صاحبزادہ مولانا عبید اللہ اور ان کے قریب صاحبزادہ مولانا حامد اللہ کھڑے تھے، پاکستی جانب بندہ ناچیز۔ بعض دیگر احباب بھی موجود تھے۔ ڈاکٹر صاحب ای سی جی مشین کا دریافت کر رہے تھے، ایک اور ڈاکٹر صاحب سے رابطہ کر کے ای

سجی مشین سمیت آنے کی درخواست کی گئی۔ چند منٹ بعد وہ بھی تشریف لے آئے۔ انہوں نے دل کی دھڑکن چیک کی، پھر آنکھیں دیکھیں اور ”اناللہ“ کے ساتھ قیامت خیز حادثہ کی خبر دیدی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ

مناظرانہ طبیعت، فرق باطلہ کے خلاف محققانہ و ماہرانہ صلاحیت اور مسلک سے والہانہ مگر عالمانہ عقیدت کے باوجود دعوت و تبلیغ کے ساتھ خصوصی شغف رکھتے تھے اور اسے دین و مسلک کی اشاعت و حفاظت اور عوام الناس کے ایمان و عمل کی سلامتی و بقا کا اہم ذریعہ سمجھتے تھے۔ تیس (۳۰) سال سے زائد عرصہ تو آپ ترنڈہ محمد پناہ کی جامع مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ اس کے علاوہ ملک بھر کے دینی اجتماعات میں بالعموم اور اپنے علاقہ کی دینی محافل میں بالخصوص آپ بیانات فرماتے رہے۔ علاوہ ازیں تبلیغی جماعت کے دفاع اور اس پر اعتراضات کے جواب میں مختلف کتب بھی آپ نے تصنیف فرمائیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مشہور مبلغ مولانا محمد طارق جمیل مدظلہم بھی آپ سے زیارت و ملاقات کے لیے خود حاضر ہوئے۔

دعوت و تبلیغ کے ساتھ درس و تدریس اور تحقیق و تصنیف بھی آپ کا عمر بھر کا مشغلہ رہا، مسلک حق کی اشاعت و حفاظت تو گویا آپ کا اڑھنا اور پھوننا تھا۔ نجی محافل ہوں یا اجتماعی مجالس، جمعہ کا خطاب ہو یا دینی جلسہ، ماہانہ رسالے کے لیے مضمون ہو یا باقاعدہ کتابچہ، مفصل مدلل تصنیف ہو یا مسئلہ کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کرنے والی محققانہ تالیف ہر مقام، ہر میدان اور ہر محاذ پر آپ نے مسلک کی ترجمانی اور دفاع کا فریضہ ڈنکے کی چوٹ سرانجام دیا۔ آپ کے مضامین کی وقعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حکیم انصاری، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحمید لدھیانوی (سابق امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) جیسی بلند پایہ علمی شخصیت نے ایک موقع پر فرمایا:

”مولانا نور محمد صاحب کے مضامین ماہنامہ الخیر اور دوسرے رسائل میں بہت شوق سے پڑھتا ہوں۔“

اور تصانیف کی جامعیت و نافعیت کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے کہ شہید ناموس رسالت، ہمارے محبوب حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمہ اللہ، حضرت مولانا نور محمد صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں باقاعدہ تشریف لائے اور فرمایا:

”ہمارے حضرت شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ اگر حیات ہوتے تو آپ کی تالیف ”قبر کی زندگی“ پر آپ کو ضرور انعام سے نوازتے۔ لیکن اب وہ نہیں تو بندہ کی طرف سے انعام قبول فرمائیں۔“ پھر نقد تم پوش کی اور فرمایا: ”اس عنوان (حیات النبی ﷺ) پر جو کچھ آپ کے سینے میں ہے، اسے کاغذ پر منتقل کر دیں اور مسلسل لکھتے رہیں۔ صرف اسی پر اکتفاء نہ کریں۔ ورنہ آپ قبر میں چلے جائیں گے اور سب کچھ ساتھ لے جائیں گے۔“ عقیدہ حیات النبی اور اہل کے تعلقات کے حوالے سے تو اپنے وقت میں پاکستان بھر کے سب سے بڑے ماہر، محقق اور جامع سمجھے جاتے تھے۔

آپ کی مطبوعہ تصانیف کی تعداد تیس (۳۰) سے زائد ہے، جن میں [۱]..... البیات بعد الوفات یعنی قبر کی زندگی، [۲]..... تبلیغی جماعت کا شرعی مقام، [۳]..... حقیقی نظریات صحابہ، [۴]..... سیدنا علی اور سیدنا امیر معاویہ کی آپس

میں محبت و عقیدت، [۵]..... شان ابی حنیفہؓ در احادیث شریفہ، [۶]..... روح کی آرز میں مسلمہ حقائق کا انکار، [۷]..... مولانا طیب بیچ پیری سے ایک سو چار (۱۰۴) سوالات، [۸]..... مزید تین سو پینتیس (۳۳۵) سوالات، [۹]..... ایک ریٹائرڈ فوجی کے سات سوالات کے جوابات، [۱۰]..... مجموعہ سوالات، [۱۱]..... اسلام کے نام پر ہوئی پرستی (کیپٹن مسعود عثمانی کے نظریات کا مکمل، مدلل، تحقیقی و علمی محاسبہ)، [۱۲]..... عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی حکم، [۱۳]..... تبلیغی اعمال کی شرعی حیثیت، [۱۴]..... سوال گندم جواب چنا، [۱۵]..... عقیدہ حیات قبر اور علماء اسلام، [۱۶]..... جہاد نفس، [۱۷]..... تبلیغی جماعت اور مشائخ عرب، [۱۸]..... تبلیغی جماعت اور عرب علماء، [۱۹]..... عقیدہ حیات قبر اور اور علم و فہم میت کی حدیث، [۲۰]..... مقالات تونسوی، [۲۱]..... معیار صداقت، [۲۲]..... غیر مقلدین عوام، غیر مقلدین علماء کی نظر میں، [۲۳]..... مسنون نماز تراویح، [۲۴]..... منکرین حیات کی خوفناک چالیں، [۲۵]..... عتیق الرحمن کی قلابازیاں، [۲۶]..... نماز جنازہ میں مسنون دعا، [۲۷]..... شان سیدنا ابی سفیانؓ، [۲۸]..... زبلة التحقیقات فی اثبات الدعاء بعد المنکوبات، [۲۹]..... هو الکذاب، [۳۰]..... تحقیق المسئلین۔ وغیرہ شامل ہیں۔ مختلف رسائل و جرائد میں طبع ہونے والے سیکڑوں مضامین اس کے علاوہ ہیں۔

بلند پایہ علمی شان کے باوجود سادگی، عاجزی، اللہیت، اخلاص و تقویٰ کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے، دیانت داری کا بہت زیادہ اہتمام تھا۔ کبھی بھی حق قبول کرنے یا غلطی سے رجوع میں پس و پیش سے کام نہیں لیا۔ مخالف کی طرف سے سخت طعن و تشنیع کے باوجود انتہائی تحمل و بردباری کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ ایسے ہی ایک موقع پر فرمایا: ”جو کچھ آپ نے بندہ عاجز کے بارے میں لکھا، بندہ اُس سے کبھی تم پر بلکہ بدتر ہے۔ اللہ پاک کی شان کریمی نے پردہ ڈال رکھا ہے۔“ بڑوں کا ادب کبھی بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور چھوٹوں پر شفقت کا تو کیا ہی پوچھنا تھا۔ اکابر کا احترام اور اصغر کی حوصلہ افزائی اور ان کے لیے شب و روز دعائیں آپ کا معمول تھا۔

جامعہ عبداللہ بن مسعود خان پور کے استاذ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب مدظلہم، حضرت مولانا حاجی احمد گمانوی مدظلہم کے حوالے سے فرما رہے تھے کہ: شدید علالت اور نقاہت کے عالم میں بھی حضرت رحمہ اللہ کو مسلک کی فکر لاحق تھی، چنانچہ ان سے فرمایا: مسلک دیوبند اور علماء کرام پر بہت سے لوگوں نے اعتراضات کیے، جن کا جواب ابھی باقی ہے، اللہ پاک مجھے صحت سے نوازیں تو یہ فرض چکا دوں۔

اور چند دن قبل ہی کی بات۔ ہے، بندہ نے جلدۃ الرشید کے دارالافتاء میں حضرت رحمہ اللہ کے لیٹر پیڑ پر لکھا ہوا سوال (استفتاء) دیکھا تو شوق کے ہاتھوں مجبور ہو کر اٹھالیا، حضرت رحمہ اللہ نے عقائد ہی کی بابت ایک استفتاء بھیج رکھا تھا کہ: عقائد کی دو قسموں [قطعی اور ظنی] کا ثبوت کہاں ہے۔ کیا واقعی بعض عقائد ”ضروریات اسلام“ اور بعض ”ضروریات اہل سنت“ سے ہیں؟ اس کی دلیل کیا ہے۔ ماخذ کیا ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ بندہ نے سرسری نگاہ سے دیکھا تھا، اس لیے مزید کچھ

یاد نہیں..... اور دارالعلوم مدنیہ بہاول پور کے نوجوان فاضل و متخلص حضرت مولانا مفتی عمر فاروقی صاحب مدظلہ [مدیر: جامعہ بحر العلوم، ترمذہ محمد پناہ] نے بتایا کہ: وفات سے ایک ہفتہ قبل حضرت رحمہ اللہ ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لیے بذات خود ہمارے ادارے میں تشریف لائے۔ اتفاق سے بندہ موجود نہیں تھا۔ تو استفتاء دے کر چلے گئے..... ماہنامہ ”صنذر“ کے مدیر اعلیٰ حضرت مولانا جمیل الرحمن عباسی مدظلہم نے بھی بتایا کہ: حضرت رحمہ اللہ کا ایک استفتاء ہمارے پاس آیا ہوا ہے کہ: آیا عقیدہ حیات النبی ضروریات دین میں سے ہے یا ضروریات اہل سنت میں سے؟ اور اس کی دلیل کیا ہے؟..... اللہ اکبر!! کیا شان ہے ہمارے اکابر کی کہ ہر وقت اور ہر لمحہ مسلک و شرب اور امت کو فتنوں سے بچانے اور ان کے ایمان کی سلامتی کی فکر ہے۔

ایک مرتبہ بندہ حاضر خدمت ہوا تو مسلکی تشویشناک حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمانے لگے: ”اب تو صحیح مسلک پر چلنے والے کم ہی رہ گئے ہیں اور ان کی مثال بھی اُس بادشاہ اور وزیر کی سی ہے جنہیں اُن کی قوم نے پاگل سمجھ کر قید کر ڈالا تھا۔ پھر حکایت سنائی کہ: ”ایک ملک کے نجومیوں نے بادشاہ کو خبر دی کہ فلاں دن یہاں ایک ہوا چلے گی، جو پورے ملک میں پھیلے گی۔ وہ ہوا اتنی خطرناک ہے کہ جسے وہ لگ گئی، وہ اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے گا اور پاگل ہو جائے گا۔ بادشاہ نے اپنے وزیر کو بلا کر مشورہ طلب کیا، وزیر نے کافی سوچ بچار کے بعد کہا کہ: دو کام کرنے ہوں گے: [۱] ایک تو ہم اعلان کر دیں کہ سب لوگ اپنے بچاؤ کا انتظام کر لیں اور احتیاطی تدابیر بھی سب کو بتادی جائیں۔ [۲] دوسرا ہم اپنے لیے بھی کوئی ایسی جگہ بنا لیں جہاں وہ ہوا نہ پہنچ سکے اور ہم وہ وقت اس مخصوص جگہ میں گزار لیں۔ چنانچہ اعلان کر دیا گیا کہ ایک خطرناک اور مہلک قسم کی ہوا چلنے والی ہے، سب لوگ اپنی اپنی حفاظت کا انتظام کر لیں۔ حفاظتی تدابیر بھی بتادی گئیں، لیکن کسی نے اُن کی بات پر توجہ نہ دی۔ بادشاہ اور اس کے وزیر نے ایک خاص جگہ کا انتظام کر لیا اور ہوا چلنے کا وقت اس میں بند رہے۔ جب وہ مہلک ہوا ختم ہو گئی اور بادشاہ و وزیر اپنی مخصوص عمارت یا تہ خانے سے باہر آئے تو سب لوگ ذہنی توازن کھو چکے تھے۔

اب صورتحال یہ ہوئی کہ بادشاہ اور وزیر جو حکم جاری کرتے، لوگ اُسے غلط سمجھتے اور اپنی سوچ کو درست۔ جب مسلسل ایسا ہونے لگا تو لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہمارے بادشاہ اور اس کے وزیر کا ذہنی توازن برقرار نہیں رہا اور وہ مجنون ہو چکے ہیں۔ لہذا ان کو کرسی اقتدار سے اتار کر قید کر دیا جائے اور ان کا علاج کرایا جائے۔“

حکایت سنانے کے بعد ارشاد فرمایا: اب یہی حال ہے کہ ہم نے لوگوں کو بہت سمجھایا کہ بے دینی، نفس پرستی اور اکابر بے زاری کی ہوا چل رہی ہے، اپنے افکار و ایمان کی حفاظت کا انتظام کر لو! کسی نے توجہ نہیں دی۔ اب جب سب کو وہ ہوا لگ گئی ہے تو سب ہمیں ہی پاگل اور مجنون سمجھتے ہیں.....!!

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت رحمہ اللہ کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے، اُن کی اولاد کو اُن کا صحیح جانشین بنائے اور اُن کے قائم کردہ ادارہ جامعہ عثمانیہ سمیت تمام باقیات صالحات کو باقیام قیامت سلامت و آباد و شاد رکھے۔ آمین۔